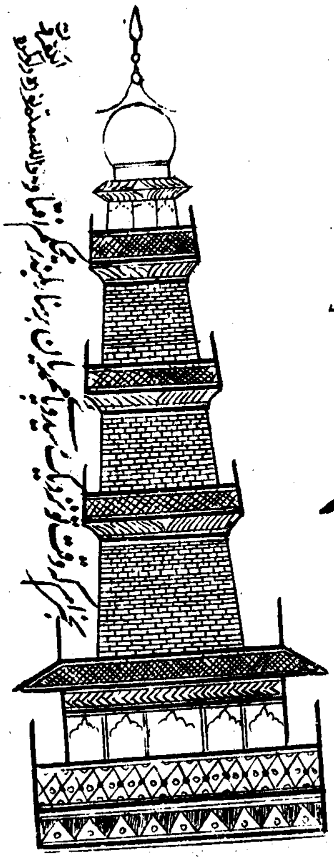


رجسٹرڈ ایل نمبر ۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انہ آوی القریۃ

الحکم

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی	چہ گویم با تو گرائی جہاد قادیان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ } (۱) عوام سے صہ (۲) خواص ومعاونین سے عـہ (۳) ہندوستان کے باہر سے (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۴) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عـہ

نمبر ۱ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

(۱) بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات صفحہ ۱
(۲) ضروری اطلاع " "
(۳) ڈپٹی انسپکٹر کانپور کا احسان پولیس پر صفحہ ۲
(۴) تازہ الہامات صفحہ ۲ (۵) دارالامان کا ہفتہ " "
(۶) ناظرین سے جنابِ سنت " " "
(۷) تفسیر القرآن من مسیح الزمان ص ۳ تا ۴
(۸) جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر ۵
(۹) تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین ص ۶
(۱۰) عجیب رویا ۷ (۱۱) حضرت صدیق کی وصیت ۷
(۱۲) دشمنوں کی بہوٹ ص ۷ و ۸
(۱۳) ابھی کوئی کسر باقی ہے ص ۸
(۱۴) نصرۃ الحق ص ۹ و ۱۰
(۱۵) الوصیت اور پیسہ اخبار ص ۱۱
(۱۶) رسید زرامدنی مدرسہ ص ۱۱
اشتہارات ص ۱۲

بابو محمد افضل ایڈیٹر البدر کی وفات

الحکم کی گذشتہ اشاعت مین جب شیخ عبداللہ مرحوم کی خبر وفات درج کی تھی اسوقت ہمیں یاکسی اور کو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ الحکم کا اگلا شمارہ خود بابو محمد افضل صاحب کی عبرتناک موت کی خبر کا اعلان کرنے والا ہوگا۔ لیکن مقادیر الٰہی سے کون مقابلہ کرسکتا ہے اور عاجز انسان کو کیا معلوم ہے کہ کب اسے اس جہان سے پیام کوچ آ پہونچیگا بابو محمد افضل صاحب اپنے بچے عبداللہ کو دفن کرنے کے تیسرے دن بعد بخار سے بیمار ہوئے اور دوسرے دن ہی یہ بخار نمونیا کے رنگ مین تبدیل ہوگیا۔ اور ذات الجنب ثابت ہوا۔ اور آخر ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو عصر کے قریب وہ اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بابو افضل صاحب کے ساتھ مجھے طالبعلمی کے زمانہ سے واقفیت تھی مین ان کے اور وہ میرے علمی اور مذہبی مذاق سے بہت کچھ واقف تھے۔ پھر اس سلسلہ مین داخل ہونے پر تو تعلقات اور بھی بڑھ گئے تھے وہ صبر اور استقامت کے ایک اچھے نمونہ تھے جن مشکلات اور مصائب کے درمیان سے گذر کر وہ البدر کے کاروبار کو چلا رہے تھے ہر شخص کا کام نہیں کہ ان ابتلاؤن مین ثابت قدم رہ سکے۔

مرحوم ایک لڑکا اور چار لڑکیاں یتیم اور دو عورتیں بیوہ چھوڑ مرا ہے اسکی ناگہانی موت ہم لوگون کے لئے ایک سبق اور عبرت ہے۔ اسکی عمر کچھ بہت بڑی نہ تھی چھتیس سینتیس برس کا ایک خوشرو جوان تھا۔ آخر دم تک وہ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔

مرنے سے دو دن پہلے مجھے کہلا بھیجا کہ مین الحکم مین انکی بیماری کی خبر شایع کردون اور احباب سے دعا کی درخواست کردون اور منتظر ناظرین البدر کو اطلاع دون کہ انکی بیماری کے باعث البدر شایع نہوگا۔ لیکن کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اطلاع آخری اطلاع ہوگی۔ سردست مین نہین کہہ سکتا کہ اخبار اور کارخانہ البدر کی کیا صورت ہوگی غالباً اکابران امت ضروری غور وفکر اور مشورہ کے بعد اس امر پر کوئی تحریر شایع کردینگے کیونکہ جن لوگون کی پیشگی رقوم مطبع مین آچکی ہین یا اور جن لوگون کا لین دین مطبع سے ہوگا انکے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ضروری ہوگا۔ اسلئے ناظرین البدر اس تحریر کا انتظار کرین۔ سردست التجا ہے کہ ہر مقام کی احمدی جماعت مرحوم افضل کے لئے نماز جنازہ غایب پڑھے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے جوار رحمت مین جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ضروری اطلاع

شاہجہانپور سے حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ کو چند ہفتے ہوئے کسی بزرگ نے چند سوالات بھیجے تھے۔ چونکہ کثرت کے ساتھ خطوط آتے ہین اسلئے جلد حکیم الامت ان کے جواب کیطرف توجہ نفرما سکے آج ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو جو آپنے ان سوالات کو تلاش کیا تو بچونکی دستبرد سے وہ کاغذ ادہر ادہر ہوگئے اور تلاش پر ملے نہین تاہم حضرت حکیم الامت نے اجمالی طور پر ان سوالات کا جواب جو زبانی یاد رہا لکھدیا مگراب مشکل یہ معلوم ہوئی کہ پتہ معلوم نہین لیکن صاحب موصوف نے اپنے خط مین ذکر کیا تھا کہ الحکم مین انکا جواب شایع ہوجاوے اور وہ الحکم پڑہتے ہین۔ اسلئے بذریعہ الحکم صاحب موصوف کی خدمت مین عرض ہے کہ انکے خط کا وہ اجمالی جواب منشی مختار احمد صاحب مختار احمدی محلہ بہادر گنج شاہجہانپور کی نام بھیجا گیا ہے انسے لیلین اور مفصل جواب انشاء اللہ جسقدر جلد ممکن ہوگا الحکم مین چھاپا جاویگا۔ صاحب موصوف اپنے سوالات لکھکر ایڈیٹر الحکم

ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان کا احسان پولیس پر

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ شیخ محمد شریف صاحب ڈپٹی انسپکٹر کاہنووان نے حال مین عجیب و غریب کارروائی کی ہے جو پولیس کے دیسی عہدہ دارون پر احسان ہے اور اگر پولیس آفیسر اس کارروائی سے سبق حاصل کرین تو پولیس کے دامن سے رشوت ستانی کا داغ ایک حد تک دور ہو سکتا ہے مین اس واقعہ کو تفصیل سے پہر لکہونگا۔ سردست مختصر ذکر کرتا ہون موضع کالا بالا تہانہ کاہنووان مین ایک میراسی لڑکے پر ایک الزام لگایا گیا۔ شیخ محمد شریف صاحب تفتیش کیلئے موقع پر گئے کارروائی کر چکنے کے بعد انہون نے ایک عجیب انداز سے اس لڑکے کی مان سے کہا کہ کچہہ ہمین بہی تو دلا دینا تہا (انکی غرض یہ تہی کہ لوگ ڈپٹی انسپکٹرون کے نام سے رشوت لیتے ہین اور انہین مفت مین بدنام کرتے ہین اور وہ اس بہید کو معلوم کرنا چاہتے تہے) اسپر اس غریب عورت نے کہا کہ ابہی ہینے تو ۴ روپیہ دئے ہین فلان فلان شخص سے قرض لیکر چنانچہ انہون نے فوراً ایک ساہوکار کی بہی منگوائی تو اسمین اس تاریخ کو اسیقدر رقم جو وہ بیان کرتی تہی درج تہی شیخ محمد شریف صاحب نے اسپر اپنے دستخط کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ہان رپورٹ کی ہے اب اگر اس واقعہ کی تفتیش وہ اپنی خداداد فراست اور عقل سے نکرتے تو یہ راز مخفی رہتا اور کل کو بعض شورہ پشت لوگ ایک شریف ڈپٹی انسپکٹر کو بدنام کرتے۔ خصوصاً سلئے کہ وہ مسلمان ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ افسران بالادست شیخ محمد شریف صاحب کی اس کارروائی پر قابل قدر نوٹس لین گے اور اس قسم کے مجرمون کو قرار واقعی سزا دیکر آیندہ کیلئے ایسی شرارتون کا سدباب کر دین گے۔ یہ ایسی قابل قدر کارروائی ہے جو شاید کسی پولیس آفیسر کو آجتک نہین سوجہی میری رائے مین شیخ محمد شریف صاحب محکمہ پولیس کے بہی خاص شکر گذاری کے مستحق ہین۔ اور قابل قدر ہین۔ (مفصل پہر)

تازہ الہامات

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء رویا مین دیکہا کہ دردناک موتون سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے اور ساتہ یہ الہام ہوا۔ **موتا موتی لگ رہی ہے۔**

۳ مارچ ۱۹۰۵ء کوئی شخص ہے اس سے مین کہتا ہون کہ تم حساب کر لو مگر وہ نہین کرتا۔ اتنے مین ایک شخص آیا اور اس نے ایک مٹہی بہر کر روپے مجہے دیئے مین اس کے بعد ایک اور شخص آیا جو الٰہی بخش کیطرح ہے مگر انسان نہین بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اس نے دونون ہاتہہ روپون کے بہر کر میری جہولی مین ڈالدیئے مین تو وہ اسقدر ہو گئے مین کہ مین انکو گن نہین سکتا۔ پہر مین نے اس کا نام پوچہا تو اس نے کہا میرا کوئی نام نہین۔ دوبارہ دریافت کرنے پر کہا کہ میرا نام ہے **ٹیچی**۔ مین نے بہت سا مال دیکہکر دل مین کہا کہ فلان حاجتمند کو کچہہ دونگا اور ایک حاجتمند دکہایا گیا خستہ حال قابل رحم۔

۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ تہوڑی سی غنودگی ہوئی تو دیکہتا ہون کہ یہ مکان جواب بن رہا ہے (جسکا اشتہار کشتی نوح مین دیا تہا) سامنے آگیا ہے اسپر ایک معمار بیٹہا ہے اس نے کہا مبارک مین نے کہا خیر مبارک۔

۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء وہ سنتا ہے اور دیکہتا ہے۔

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء لاتایئسوا من روح اللہ

ایک عربی الہام تہا الفاظ مجہے یاد نہین رہے حاصل مطلب یہ ہے

(مکذبون کو نشان دکہایا جاویگا)

۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء شکار مرگ

یہ الہام ظہر اور عصر کے درمیان ہوا تہا جو بابو محمد افضل صاحب کی وفات کے متعلق معلوم ہوتا ہے (ایڈیٹر)

رویا و کشوف سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی

یکم مارچ ۱۹۰۵ء رویا مین خضر علیہ السلام کی معیت مین مکہ شریف جاکر نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ الہام ہوا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا پہر شیطان کے فریب سے بچنے کی ہدایت ہوئی اور الہام ہوا کان الشیطان للانسان خذولا

اس کے بعد الہام ہوا کونوا مع الصادقین زان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا یہ مامور من اللہ مسیح موعود صادق ہے اسکی تقلید عین فرض ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع ممبران خاندان رسالت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچہے ہین صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد امتحان انٹرنس مین شمولیت کے لئے امرتسر تشریف لیگئے ہین۔ اللہ تعالیٰ اون کا حافظ و ناصر ہو آمین

۲۔ موسم مین تبدیلی ہو چلی ہے طاعون کی چہیڑ چہاڑ بدستور جاری ہے گو خفیف ہے اللہ تعالیٰ عاجز مخلوق پر رحم فرماوے آمین۔

۳۔ تعلیم الاسلام کالج کے طالب علمون کو امتحان کے لئے رخصت ہوتے وقت حضرت حکیم الامۃ نے مندرجہ ذیل نصایح فرمائین۔

۱۔ قرآن شریف کم از کم پانچ آیت ہی سہی ہر روز ضرور ضرور پڑہو خواہ کہین ہو اور جسقدر پڑہو اسپر تدبر کرو فکر کرو۔ اور پہر عمل کی سعی کرو۔

۲۔ ہر روز سورۃ فاتحہ سوچکر نمازون کے علاوہ بطور دعا کے پڑہو۔ استغفار کثرت سے پڑہو اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پچہلے گناہون اور کمزوریون کے بدنتائج سے محفوظ رکہے۔ پہر معوذتین بہی پڑہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج مین ترقی ہو آپ کے دین کا بول بالا ہو۔ اور ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ کی دعا بہی مانگو مجہے اس دعا کے پڑہنے کیلئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تہا۔

۳۔ بزرگان ملت کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے الہم زد فزد وہ خدمت دین مین معروف ہین۔

۴۔ ۲۱ مارچ کو برادرم محمد افضل ایڈیٹر البدر نے وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۵۔ ضلع منٹگمری۔ ہوشیارپور۔ جالندہر اور لاہور سے اکثر احباب دارالامان حاضر ہوئے خواجہ کمال الدین صاحب اور میان معراج الدین صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور واپس تشریف لیگئے۔

۶۔ مدرسہ تعلیم الاسلام یکم اپریل ۱۹۰۵ء تک کیلئے بند کیا گیا۔

ناظرین سے چند منٹ

توسیع اشاعت الحکم

ہفتہ گذشتہ و زیر اشاعت مین مندرجہ ذیل احباب نے توسیع اشاعت الحکم کے کام مین ثواب حاصل کیا۔

۱۔ جناب منشی نواب خانصاحب تحصیلدار۔ (۵)
۲۔ مولوی عبد الحکیم صاحب پورنیان (۶)
۳۔ منشی محمد حسین خانصاحب ظفروال (۷)
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان (۸)
۵۔ میان رحمت اللہ صاحب بنگہ (۹)
۶۔ منشی امام بخش صاحب مدرس چک نمبر ۲ (۱۰)
۷۔ منشی عبد العزیز صاحب سکنڈ ماسٹر سنگرور (۱۱)
۸۔ بابو عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر شکارپور (۱۲)
۹۔ بابو غلام حیدر صاحب قصور (۱۳)
۱۰۔ میان محمد یوسف احمدی پشاور (۱۴)
۱۱۔ شیخ عبد الرشید صاحب میرٹہہ (۱۵ و ۱۶)
۱۲۔ محمد شفیع احمدی لودہانہ (۱۷)

علاوہ برین ۲۴ مارچ تک ۱۰ خریداران اپنی درخواست پر زمرہ خریداران الحکم مین داخل ہوئے اگرچہ یہ رفتار بہت سست ہے تاہم سرپرستان الحکم اس سلسلہ مین کام کرنے کیلئے بیدار ہوئے ہین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

میری مجوزہ تعداد خریداران ۱۰۰ مین سے ابہی ۱۷ خریدار ہی آئے ہین ناظرین الحکم توجہ کرین۔

خریداران الحکم کا تبادلہ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین صرف بابو عبد السبحان صاحب محکمہ نہر پٹیالہ سے سیالکوٹ مین تبدیل ہوئے اب انکا پتہ ووئیم ڈویژن نہر جناب سیالکوٹ ہے۔

تفسیر القرآن کی تبدیل تقطیع۔ تفسیر القرآن ماہوار سلسلہ کی تبدیلی تقطیع کی خبر الحکم مین عرصہ سے شایع ہو چکی ہے آجتک صرف تین صاحبون نے (حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور، چودہری مولا بخش صاحب سیالکوٹ مولوی محمد صاحب مزنگ) اختلاف رائے ظاہر فرمایا ہے۔ افسوس ہے مین کثرت کے مقابلہ مین ان بزرگون کی رائے پر عمل کرنے سے معذور ہون علاوہ برین سردست چہپائی اور کتابت کے مزید اخراجات جو سابقہ تقطیع کی صورت مین پڑین انکے لئے گنجائش نہین، سورۃ البقرہ اس تقطیع پر ختم ہو چکی ہے اب سورۃ آل عمران یا جلد دوم اس سے کسیقدر کم سایز پر ہوگی انشاء اللہ۔

مولوی ثناء اللہ کی پردہ دری مضامین کے ...

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ اس سے پیشتر سال گذشتہ مین مین نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو یکجا کر کے الحکم کے کالمون مین شایع کر دیا تہا۔ اور جہان جہان مجہے اعلیٰ حضرت کی تعلیم مل سکی کتابون۔ اشتہارون وغیرہ سے اقتباس کی گئی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دون۔ امید ہے کہ یہ طریق بہی ناظرین الحکم کے لئے دلچسپ ہونے کے علاوہ مفید ہوگا اور حضرت اقدس کی لایف لکہنے والے کو انشاء اللہ ایک مفید مدد دینے والا ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ مجہے توفیق دے کہ مین اسے نبہا سکون۔ وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر

سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

اس سورۃ کی تفسیر جسمین کسیقدر بطور نمونہ اس سورۃ کے معارف وحقایق مذکور ہین ذیل مین لکہے جاتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ آیت سورۃ ممدوحہ کی آیتون مین سے پہلی آیت ہے اور قرآن شریف کی دوسری سورتون پر بہی لکہی گئی ہے اور ایک اور جگہ بہی قرآن شریف مین یہ آیت آئی ہے اور جسقدر تکرار اس آیت کا قرآن شریف مین بکثرت پایا جاتا ہے اور کسی آیت مین اسقدر تکرار نہین پایا جاتا اور چونکہ اسلام مین یہ سنت ٹہر گئی ہے کہ ہر ایک کام کے ابتدا مین جسمین خیر اور برکت مطلوب ہو بطریق تبرک اور استمداد اس آیت کو پڑہ لیتے ہین اس لئے یہ آیت دشمنون اور دوستون اور چہوٹون اور بڑون مین شہرت پا گئی ہے یہانتک کہ اگر کوئی شخص تمام قرآنی آیات سے بکلی بے خبر مطلق ہو تب بہی امید قوی ہے کہ اس آیت سے ہرگز اسکو بے خبری نہین ہوگی۔

اب یہ آیت جن کامل صداقتون پر مشتمل ہے ان کو بہی سن لینا چاہیئے سو منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اصل مطلب اس آیت کے نزول سے یہ ہے کہ تا عاجز اور بے خبر بندون کو اس نکتہ معرفت کی تعلیم سکہائے کہ ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کے رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذایل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے اس اسم اعظم کی بہت سی صفات مین سے جو دو صفتین بسم اللہ مین بیان کیگئی ہین یعنے صفت رحمانیت و رحیمیت انہین دو صفتون کے تقاضا سے کلام الہی کا نزول اور اسکے انوار و برکات کا صدور ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا کے پاک کلام کا دنیا مین اترنا اور بندون کو اس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت (جیسا کہ آگے بہی تفصیل سے لکہا جائیگا) یہ ہے کہ وہ صفت بغیر سبقت عمل کسی عامل کے محض جود اور بخشش الہی کے جوش سے ظہور مین آتی ہے جیسا خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندون کی بہلائی کیلئے پیدا کیا ہے یہ تمام جود اور بخشش صفت رحمانیت کی رو سے ہے اور کوئی شخص دعوے نہین کر سکتا کہ یہ چیزین میرے کسی عمل کی پاداش مین بنائی گئی ہین اسیطرح خدا کا کلام بہی کہ جو بندون کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے اترا وہ بہی اس صفت کے سبب سے اترا ہے اور کوئی ایسا متنفس نہین کہ یہ دعوے کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر مین خدا کا پاک کلام کہ جو اسکی شریعت پر مشتمل ہے نازل ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ طہارت اور پاک باطنی کا دم مارنیوالے اور زہد اور عبادت مین زندگی بسر کرنیوالے اب تک ہزارون لوگ گذرے ہین لیکن خدا کا پاک اور کامل کلام کہ جو اس کے فرائض اور احکام کو دنیا مین لایا اور اس کے ارادون سے خلق اللہ کو مطلع کیا انہین خاص وقتون مین نازل ہوا ہے کہ جب اس کے نازل ہونے کی ضرورت تہی ہان یہ ضرور ہے کہ خدا کا پاک کلام انہین لوگون پر نازل ہو کہ جو تقدس اور پاک باطنی مین اعلیٰ درجہ رکہتے ہون کیونکہ پاک کو پلید سے کچہ میل اور مناسبت نہین لیکن یہ ہرگز ضرور نہین کہ ہر جگہ تقدس اور پاک باطنی کلام الہی کے نازل ہونے کو مستلزم ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی حقانی شریعت اور تعلیم کا نازل ہونا ضرورات حقہ سے وابستہ ہے پس جس جگہ ضرورات حقہ پیدا ہو گئین اور زمانہ کی اصلاح کیلئے واجب معلوم ہوا کہ کلام الہی نازل ہو اسی زمانہ مین خدا تعالیٰ نے جو حکیم مطلق ہے اپنے کلام کو نازل کیا اور کسی دوسرے زمانہ مین گو لاکہون آدمی تقویٰ اور طہارت کی صفت سے متصف ہون اور گو کیسی ہی تقدس اور پاک باطنی رکہتے ہون انپر خدا کا وہ کامل کلام ہرگز نازل نہین ہوتا کہ جو شریعت حقانی پر مشتمل ہو ہان مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت کے بعض پاک باطنون سے ہو جاتے ہین اور وہ بہی اسوقت کہ جب حکمت الہیہ کے نزدیک ان مکالمات اور مخاطبات کے لئے کوئی ضرورت حقہ پیدا ہو اور ان دونون طور کی ضرورتون مین فرق یہ ہے کہ شریعت حقانی کا نازل ہونا اس ضرورت کے وقت پیش آتا ہے کہ جب دنیا کے لوگ باعث ضلالت اور گمراہی کے جادہ استقامت سے منحرف ہو گئے ہون اور ان کے راہ راست پر لانے کیلئے ایک نئی شریعت کی حاجت ہو کہ جو انکی آفات موجودہ کا بخوبی تدارک کر سکے اور انکی تاریکی اور ظلمت کو اپنے کامل اور شافی بیان کے نور سے بکلی اٹہا سکے اور جس طور کا علاج حالت فاسدہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ علاج اپنے پرزور بیان سے کر سکے لیکن جو مکالمات و مخاطبات اولیاء اللہ کے ساتہ ہوتے ہین ان کے لئے غالباً اس ضرورت عظمی کا پیش آنا ضروری نہین بلکہ بسا اوقات صرف اسیقدر ان مکالمات سے مطلب ہوتا ہے کہ تا ولی کے نفس کو کسی مصیبت اور محنت کے وقت صبر اور استقامت کا لباس سے متحلی کیا جائے یا کسی غم اور حزن کے غلبہ مین کوئی بشارت اسکو دیجائے مگر وہ کامل اور پاک کلام خدائے تعالیٰ کا کہ جو نبیون اور رسولون پر نازل ہوتا ہے وہ جیسا کہ ہم نے ابہی بیان کیا ہے اس ضرورت حقہ کے پیش آنے پر نزول فرماتا ہے کہ جب خلق اللہ کو اس کے نزول کی بشدت حاجت ہو غرض کلام الہی کے نازل ہونے کا اصل موجب ضرورت حقہ ہے جیسا کہ تم دیکہتے ہو کہ جب تمام رات کا اندہیرا ہو جاتا ہے اور کچہ نور باقی نہین رہتا تو اسیوقت تم سمجہ جاتے ہو کہ اب ماہ نو کی آمد نزدیک ہے اسیطرح جب گمراہی کی ظلمت سخت طور پر دنیا پر غالب آجاتی ہے تو عقل سلیم اس روحانی چاند کے نکلنے کو بہت نزدیک سمجہتی ہے ایسا ہی جب امساک باران سے لوگون کا حال تباہ ہو جاتا ہے تو اسوقت عقلمند لوگ باران رحمت کا نازل ہونا بہت قریب خیال کرتے ہین اور جیسا کہ خدا نے اپنے جسمانی قانون مین بہی بعض مہینے برسات کیلئے مقرر کر رکہے ہین یعنے وہ مہینے جنمین فی الحقیقت مخلوق اللہ کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے اور ان مہینون سے جو مینہ برستا ہے اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جاتا کہ خاص ان مہینون مین لوگ زیادہ نیکی کرتے ہین اور دوسرے مہینون مین فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین بلکہ یہ سمجہا جاتا ہے کہ یہ وہ مہینے ہین جنمین زمینداروں کو بارش کی ضرورت ہے اور جنمین بارش کا ہونا تمام سال کی سرسبزی کا موجب ہے ایسا ہی کلام الہی کا نزول فرمانا کسی شخص کی طہارت اور تقوی کے صفت سے نہین ہے یعنے علت موجبہ اس کلام کے نزول کی نہین ہو سکتی کہ کوئی شخص غایت درجہ کا مقدس اور پاک باطن تہا یا راستی کا بہوکا اور پیاسا تہا بلکہ جیسا کہ ہم کئی دفعہ لکہہ چکے ہین کتب آسمانی کے نزول کا اصلی موجب ضرورت حقہ ہے یعنے وہ ظلمت اور تاریکی کہ جو دنیا پر طاری ہو کر ایک آسمانی نور کو چاہتی ہے کہ تا وہ نور نازل ہو کر اس تاریکی کو دور کرے اور اسی کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام مین فرمایا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر اگرچہ اپنے مشہور معنون کے رو سے ایک بزرگ رات ہے لیکن قرآنی اشارات سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی ظلمانی حالت بہی اپنی پوشیدہ خوبیون مین لیلۃ القدر کا ہی حکم رکہتی ہے اور اس ظلمانی حالت کے دنون مین صدق اور صبر اور زہد اور عبادت خدا کے نزدیک بڑا قدر رکہتا ہے اور وہی ظلمانی حالت تہی کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے وقت اپنے کمال کو پہونچ کر ایک عظیم الشان نور کے نزول کو چاہتی تہی اور اسی ظلمانی حالت کو دیکہ کر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم کر کے صفت رحمانیت نے جوش مارا اور آسمانی برکتین زمین کی طرف متوجہ ہوئین سو وہ ظلمانی حالت دنیا کیلئے مبارک ہو گئی اور دنیا نے اس سے ایک عظیم الشان رحمت کا حصہ پایا کہ ایک کامل انسان اور سید الرسل کہ جس سا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کیلئے آیا اور دنیا کیلئے اس روشن کتاب کو لایا جسکی نظیر کسی آنکہ نے نہین دیکہی پس یہ خدا کی کامل رحمانیت کی ایک بزرگ تجلی تہی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل مین فرق کرتا ہے جسنے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکہلا دیا وہ اسوقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موت روحانی کے ساتہ مر چکی تہی اور برّ اور بحر مین ایک بہاری فساد واقع ہو چکا تہا پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکہایا جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت اشارہ فرما کر کہا ہے اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا یعنے زمین مر گئی تہی اب خدا اسکو نئے سرے زندہ کرتا ہے۔ اب اس بات کو

بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نزول قرآن شریف کا کہ جو زمین کے زندہ کرنے کیلیے ہوا صفت رحمانیت کے جوش سے ہوا وہی صفت ہے کہ جو کبھی جسمانی طور پر جوش مار کر قحط زدوں کی خبر لیتی ہے اور باران رحمت خشک زمین پر برساتی ہے اور وہی صفت کبھی روحانی طور پر جوش مار کر ان بھوکوں اور پیاسوں کی حالت پر رحم کرتی ہے کہ جو ضلالت اور گمراہی کی موت تک پہنچ جاتے ہیں اور حق اور صداقت کی غذا کہ جو روحانی زندگی کا موجب ہے ان کے پاس نہیں رہتی پس رحمان مطلق جیسا جسم کی غذا کو اسکی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمت کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورت حقہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جنسے خدا راضی ہے اور انہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جن سے خدا راضی اور خوش ہو ان پر خواہ نخواہ بغیر ضرورت حقہ کے کتاب آسمانی نازل ہو جایا کرے یا خدا تعالیٰ یونہی بلا ضرورت حقہ کسی کی طہارت لازمی کی وجہ سے لازمی اور دائمی طور پر اس سے ہر وقت باتیں کرتا رہے بلکہ خدا کی کتاب اسی وقت نازل ہوتی ہے جب فی الحقیقت اس کے نزول کی ضرورت پیش آجائے اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے کسی عامل کا عمل نہیں اور یہ ایک بزرگ صداقت ہے جس سے ہمارے مخالف برہمو وغیرہ بیخبر ہیں۔

پھر بعد اس کے سمجھنا چاہیئے کہ کسی فرد انسانی کا کلام الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اسکی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزل مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی اور کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفت رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے اور اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے بعد ذکر صفت رحمانیت کی صفت رحیمیت کو بیان فرمایا تا معلوم ہو کہ کلام الٰہی کی تاثیریں جو نفوس انسانیہ میں ہوتی ہیں یہ صفت رحیمیت کا اثر ہے جسقدر کوئی اغراض صوری و معنوی سے پاک ہو جاتا ہے جسقدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہوتا ہے جسقدر کوئی جدوجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے

اسیقدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسیقدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے اور علامات خاصہ مقبولان الٰہی کی اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوسری صداقت جو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں مودع ہے یہ ہے کہ یہ آیت قرآن شریف کے شروع کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے اور اس کے پڑھنے سے مدعا یہ ہے کہ تا اس مستجمع جمیع صفات کاملہ سے مدد طلب کیا جائے جسکی صفتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ رحمان ہے اور طالب حق کیلئے محض تفضل اور احسان سے اسباب خیر اور برکت اور رشد کے پیدا کر دیتا ہے اور دوسری صفت یہ ہے کہ وہ رحیم ہے یعنی سعی اور کوشش کرنے والوں کی کوششوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کے جدوجہد پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے اور ان کی محنت کا پھل انکو عطا فرماتا ہے اور یہ دونوں صفتیں یعنی رحمانیت اور رحیمیت ایسی ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا انجام کو پہنچ نہیں سکتا اور اگر غور کر کے دیکھو تو ظاہر ہوگا کہ دنیا کی تمام مہمات کے انجام دینے کیلئے یہ دونوں صفتیں ہر وقت اور ہر لحظہ کام میں لگی ہوئی ہیں [illegible] اس وقت سے [illegible] پیدا بھی نہیں ہوا [illegible] انسان کیلئے اسباب [illegible] کی طاقت سے باہر [illegible] سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اور وہ اسباب کسی عمل کی پاداش [illegible] بلکہ تفضل اور احسان کی راہ سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جیسے نبیوں کا آنا کتابوں کا نازل ہونا بارشوں کا ہونا سورج اور چاند اور ہوا اور بادل وغیرہ کا اپنے اپنے کاموں میں لگے رہنا اور خود انسان کا طرح طرح کی قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ مشرف ہو کر اس دنیا میں آنا اور تندرستی اور امن اور فرصت اور ایک کافی مدت تک عمر پانا یہ وہ سب امور ہیں کہ جو صفت رحمانیت کے تقاضا سے ظہور میں آتے ہیں اسی طرح خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہاں تک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت الٰہیہ اسطرح پر جاری ہے کہ وہ اسکی کوششوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اسکی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے اب جاننا چاہیئے

کہ آیت ممدوحہ کی تعلیم سے مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے شروع کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات جامع صفات کاملہ کی رحمانیت اور رحیمیت سے استمداد اور برکت طلب کی جائے صفت رحمانیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحمانیت کی وجہ سے ان سب اسباب کو محض لطف اور احسان سے میسر کر دے کہ جو کلام الٰہی کی متابعت میں جد و جہد کرنے سے پہلے درکار ہیں جیسے عمر کا وفا کرنا فرصت اور فراغت کا حاصل ہونا وقت صفا میسر آجانا طاقتوں اور قوتوں کا قایم ہونا کوئی ایسا امر پیش نہ آجانا کہ جو آسایش اور امن میں خلل ڈالے کوئی ایسا مانع نہ آ پڑنا کہ جو دلکو متوجہ ہونے سے روک دے غرض ہر طرح سے توفیق عطا کئے جانا یہ سب امور صفت رحمانیت سے حاصل ہوتے ہیں اور صفت رحیمیت سے برکت طلب کرنا اس غرض سے ہے کہ تا وہ ذات کامل اپنی رحیمیت کی وجہ سے انسان کی کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرے اور انسان کی محنتوں کو ضائع ہونے سے بچاوے اور اسکی سعی اور جد و جہد کے بعد اس کے کام میں برکت ڈالے پس اسطور پر خدا تعالیٰ کی دونوں صفتوں سے [illegible] اور رحیمیت سے کلام الٰہی کے شروع کرنے کے وقت [illegible] ان کا کام [illegible] استمداد چاہنا یہ نہایت اعلیٰ [illegible] جس سے انسان کو توحیت [illegible] اور اپنے جہل اور بیخبری اور نادانی اور گمراہی اور عاجزی اور خواری پر یقین کامل ہو کر مبدء فیض کی عظمت اور جلال پر نظر جا ٹھہرتی ہے اور اپنے تئیں بکلی مفلس اور مسکین اور ہیچ اور ناچیز سمجھ کر خداوند تعالیٰ مطلق سے اسکی رحمانیت اور رحیمیت کی برکتیں طلب کرتا ہے اور اگرچہ خدا تعالیٰ کی یہ صفتیں خود بخود اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں مگر اس حکیم مطلق نے قدیم سے انسان کے لئے یہ قانون قدرت مقرر کر دیا ہے کہ اسکی دعا اور استمداد کو کامیابی میں بہت سا دخل ہے جو لوگ اپنی مہمات میں دلی صدق سے دعا مانگتے ہیں اور انکی دعا پورے اخلاص تک پہنچ جاتی ہے تو ضرور فیضان الٰہی ان کی مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتا ہے ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خود بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ یہی عبودیت اسکو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اس سے مدد طلب کرنی چاہیئے یہی عبودیت کا جوش ہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قایم ہے اور

اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے پس صادق آدمی جس کے روح میں کسی قسم کے غرور اور عجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لایق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلا تصنع اسکی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار ہوتی ہے اور ہر وقت اسکو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال و جلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اسکی رحمانیت اور رحیمیت ہر یک کام کے انجام کیلیے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دعا سے امداد الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لایق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور خدا کی طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطقی یا فلسفی کے دلائل پر تکلف درکار نہیں ہیں بلکہ ہر یک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارف صادق کے اپنے ذاتی تجارب اسکی صحت پر بتواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو صرف بیہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اسپر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اسکی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کاموں میں اسکا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ ان کو اپنا سہارا دیتا ہے۔ جب وہ ٹھیک ٹھیک اپنی عاجزی اور عبودیت سے رد بخدا ہو جاتے ہیں تو اسکی تائیدیں ان کے شامل حال ہو جاتی ہیں غرض ہر یک شاندار کام کے شروع میں اس مبدء فیوض کے نام سے مدد چاہنا کہ جو رحمان و رحیم ہے ایک نہایت ادب اور عبودیت اور نیستی اور افتقار کا طریقہ ہے اور ایسا ضروری طریقہ ہے کہ جس سے توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ شروع ہوتا ہے جس کے التزام سے انسان بچوں کی سی عاجزی اختیار کر کے ان نخوتوں سے پاک ہو جاتا ہے کہ جو دنیا کے مغرور دانشمندوں کے دلوں میں بھری ہوتی ہیں۔

جلسۃ الوداع کی تقریب پر حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ لوگ **انکار اولیاء اللہ** کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے کیا بگڑتا ہے ؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا انکار سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے ۔ جو شخص اس معاملہ میں غور کریگا اسے اچھی طرح نظر آجائیگا بلکہ ایسے طور پر نظر آجائیگا جیسے شیشے میں کوئی شکل دیکھہ لیتا ہے ۔

یاد رکہنا چاہئے کہ سلب ایمان دو طرح پر ہوتا ہے ۔ ایک تو انبیاء علیہم السلام کے انکار سے ۔ اس سے تو کوئی بہی انکار نہیں کرسکتا ۔ اور یہ مسلم بات ہے دوسرا اولیاء اللہ اور مامورین کے انکار سے سلب ایمان ہوتا ہے ۔

انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان تو بالکل واضح امر ہے اور سب مانتے ہیں لیکن پھر بھی یاد رکہنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے انکار سے سلب ایمان اس لئے ہوتا ہے کہ نبی کہتے ہیں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جو کچھہ یہ کہتے ہیں یہ میرا قول ہے ۔ یہ میرا نبی ہے اس پر ایمان لاؤ ۔ میری کتاب کو مانو ۔ اور میرے احکام پر عمل کرو ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان نہیں لاتا ۔ اور ان وصایا اور حدود پر جو اسمین بیان کئے گئے ہیں عمل نہیں کرتا ہے وہ انسے منکر ہوکر کافر ہو جاتا ہے ۔

لیکن وہ صورت جس سے اولیاء اللہ کے انکار سے **سلب ایمان** ہوتا ہے اور ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

من عادلی ولیا فاذنتہ للحرب

یعنے جو شخص میرے ولی کے ساتھہ دشمنی کرتا ہے وہ گویا میرے ساتھہ جنگ کرنیکو طیار ہوتا ہے ۔

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو محبت کرتا ہو ایسی محبت جیسے کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے اور ایک اور شخص بار بار کہے کہ یہ مرجاوے یا اور اسی قسم کی دل آزاری کی باتین کرے اور اسے تکلیف دے تو وہ شخص اس سے کیونکر خوش ہوسکتا ہے ؟ اور وہ باپ جسکے بچے کے لئے کوئی بد دعائین کر رہا ہے یا رنجدہ کلمات اسکے حق میں کہہ رہا ہے ایسے شخص سے کب محبت کرسکتا ہے ؟ اسیطرح پر **اولیاء اللہ بہی اطفال اللہ** کا رنگ رکہتے ہیں کیونکہ انہوں نے جسمانی بلوغ کا چولا اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت مین پرورش پاتے ہیں وہ اُن کا متولی متکفل اور ان کے لئے غیرت رکہنے والا ہوتا ہے ۔ جب کوئی شخص (خواہ وہ کیسا ہی نماز روزہ رکہنے والا ہو) انکی مخالفت کرتا ہے اور ان کے دکہہ دینے پر کمربستہ ہوتا ہے تو اس کی نماز کی غیرت جوش مارتی ہے اور ان کی نصرت کرنیوالوں پر اس کا غضب بھڑکتا ہے ۔ اسلئے کہ انہوں نے اس کے ایک محبوب کو دکہہ دینا چاہا ہے ۔ اس وقت پھر نہ وہ نماز کام آتی ہے نہ روزہ کیونکہ نماز اور روزہ کے ذریعہ سے اسی ذات کو خوش کرنا تہا جسکو ایک دوسرے فعل سے ناراض کرلیا ہے پھر وہ رضا کا مقام کیونکر ملے جبتک غضب الہی دور نہ ہو اور وہ نادان ان اسباب غضب سے ناواقف ہوتا ہے بلکہ اپنے نماز روزہ پر اسے ایک ناز اور گھمنڈ ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا غضب دن بدن بڑہتا جاتا ہے اور وہ بجائے اس کے قرب حاصل کرنے کے دن بدن اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا جاتا ہے ...... یہانتک کہ بالکل راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے ۔ اسطرح پر وہ شخص جو بالکل فنا کی حالت مین ہے اور آستانہ الوہیت پر گرا ہوا ہے اور آغوش ربوبیت مین پرورش پا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت نے اسے ڈہانپ لیا ہے یہانتک کہ اس کا بات کرنا خدا کا بات کرنا ہوتا ہے اس کا دوست خدا کا دوست اور اس کا دشمن خدا کا دشمن ہو جاتا ہے ۔ پس خدا تعالیٰ کا دشمن رہ کر کوئی شخص مومن کامل کیونکر ہو سکتا ہے ؟ اسطرح پر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور اسے مغضوب علیہم میں سے بنا دیتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اولیاء اللہ کی مخالفت اور انکو ایذا رسانی کبھی اچہا پہل نہیں دے سکتی ۔ جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ مین انکو ستا کر اور دکہہ دیکر بہی آرام پا سکتا ہوں وہ سخت غلطی کرتا ہے اور نفس اسکو دہوکہ دے رہا ہے ۔

دوسری وجہ **سلب ایمان** کی یہ ہوتی ہے کہ **ولی اللہ** خدا کے مقرب ہوتے ہیں کیونکہ **ولی** کے معنے قریب کے ہیں یہ لوگ گویا اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکہتے ہیں اور دوسرے لوگ ایک محجوب کی طرح ہوتے ہین جن کے سامنے ایک دیوار حائل ہو ۔ اب یہ دونوں برابر کیونکر ہوسکتے ہیں کیونکہ ایک تو ان مین سے ایسا ہے کہ جس کے سامنے کوئی پردہ ہی نہیں ہے خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں دیدی ہیں اور ایک بصیرت ایسی عطا کی گئی ہے اسلئے اسکا ہر قول و فعل علے وجہ البصیرت ہے ۔ اعمی کیطرح نہیں جو ٹھوکرین کہاتا پھرے اور ٹکرین مارتا ہو بلکہ اسکے دل پر تو خدا تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے اور ہر قدم پر وہی اسکا رہنما اور متکفل بن جاتا ہے شیطان کی شرارت کی تاریکی اسکے نزدیک نہیں آسکتی بلکہ وہ ظلمت جلکر بہسم ہو جاتی ہے ۔ پہر سب کچہہ نظر آتا ہے ۔ وہ جو کچہہ بیان کرتا ہے وہ حقائق و معارف ہوتی ہیں وہ جو احادیث کی تاویل کرتا ہے وہ صحیح ہوتی ہے کیونکہ وہ براہ راست ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سن لیتا ہے ۔ اور اسکی اپنی روایت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کو ۱۳ سو برس کے وسائط سے کہنا پڑتا ہے جو کچہہ کہنا پڑتا ہے ۔ پہر ان دونوں کو باہم کیا نسبت ؟

اسکا سارا ذخیرہ پاک معارف اور نور ہوتے ہیں ۔ لیکن جو اس سے عداوت کرتا ہے وہ اسکی ہر بات کی تکذیب کرتا ہے ۔ اور گویا وہ یہ شرط کر لیتا ہے کہ ہر نکتہ معرفت کا انکار کریگا ۔ اور اسطرح پر وہ ہر بات کا انکار کرتا رہتا ہے اور اسکی ایمانی عرفانی دیوار کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں ۔

جب ایک شخص صراط مستقیم بتا رہا ہے اور معارف اور حقائق کہول کہول کر بیان کرتا ہے اور دوسرا اسکی تکذیب کرتا ہے ۔ اس مقابلہ میں انجام کار نتیجہ کیا ہوگا ؟ یہی کہ وہ قرآن شریف کے عقاید کے مجموعہ کی تکذیب کرتا ہی کرتا ہیگا ۔ اور اسی لئے وہ خدا تعالیٰ کا بہی منکر ہو جاتا ہے اور **سلب ایمان** کا باعث بنتا ہے ۔

غرض اسمین کوئی شک نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کے انکار سے سلب ایمان ہو جاتا ہے ۔ اسواسطے ہمیشہ اولیاء اللہ کے انکار سے بچنا چاہئے یہودیوں پر جو آفت آئی اور وہ مغضوب ہوئے اسکی بڑی بہاری وجہ یہی تہی کہ وہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلین سے انکار کرتے رہے اور ہمیشہ انکی مخالفت اور ایذا رسانی مین حصہ لیتے رہے اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر نازل ہوا ۔

پہر مین اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یہ بہی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس امت مین بڑی بڑی استعدادین رکہدی ہیں یہانتک کہ علماء امتی کالانبیاء بنی اسرائیل بہی حدیث مین آیا ہے اگرچہ محدثین کو اس پر جرح ہو سگر ہمارا نور قلب اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے اور ہم بعد چون وچرا اسکو تسلیم کرتے ہیں ۔ اور بذریعہ کشف بہی کسی نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اگر کی ہے تو تصدیق ہی کی ہے اس حدیث کے یہ معنے نہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں ۔ لیکن علماء کے لفظ سے دہوکہ نہیں کہانا چاہئے یہ لوگ الفاظ پر اڑے ہوئے ہیں اور ان کے معانی کی تہ تک نہیں پہونچتے ....

.... یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تفسیر مین آگے نہیں چلتے ۔

عالم ربانی سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق مین بے مثل ہو ۔ بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اسکی زبان بیہودہ نہ چلے مگر آج یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ مردہ شو تک بہی اپنے آپکو علماء کہلاتے ہیں ۔ اور اس لفظ کو ذات مین داخل کرلیا ہے اسطرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اسکا مفہوم لیا گیا ہے ۔ ورنہ قرآن شریف مین تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو **علماء** ہیں ۔ اب یہ دیکہنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں مین یہ صفات خوف و خشیت اور تقوی اللہ کی نپائے جاوین وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں ۔

اصل مین علماء عالم کی جمع ہے اور علم چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے ۔ نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور یہ مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہونچے ۔ اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے ۔ لیکن جو شخص علوم حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں انپر کہلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں ۔ مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے انمین پایا نہیں جاتا ۔ بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان مین ہیں یہ اپنی آخرت دخان اور تاریکی سے بہر لیتے ہیں انہیں کے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **من کان فی ھذہٖ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی** ۔ جو اس دنیا مین اندہا ہوتا ہے وہ آخرت مین بہی اندہا اٹہایا جاویگا جسکو یہاں علم و بصیرت اور معرفت نہیں دیگئی اسے وہان کیا علم ملیگا ۔ اللہ تعالیٰ کو دیکہنے والی آنکہہ اسی دنیا سے لیجانی پڑتی ہے ۔ جو یہاں ایسی آنکہہ پیدا نہیں کرتا اسے یہ توقع نہیں رکہنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکہے گا ۔

لیکن جن لوگوں کو سچی معرفت اور بصیرت دیجاتی ہے اور وہ علم جسکا نتیجہ خشیۃ اللہ ہے عطا کیا جاتا ہے وہ وہ ہیں جنکو اس حدیث مین انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیگئی ہے ۔ اور یہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے جو شخص ان حقائق و معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف مین بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقویٰ اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں اسی وہ علم ملتا ہے جو اسکو انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے ۔

ہان یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک شخص کو جو ہتہیار دیا گیا ہے اگر وہ اس سے کام نہ لے تو یہ اسکا اپنا قصور ہے نہ کہ اس ہتہیار کا ۔

اسوقت دنیا کی یہی حالت ہو رہی ہے مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تہی جو انکو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اسکو چہوڑ دیا اور اسکی پاک تعلیموں کی پروا نہیں کی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں یہانتک کہ اب اگر حقیقی اسلام ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ اس سے بکلی بیخبر اور غافل ہیں اسلئے حقیقی مومن کو بہی کافر کہہ دیتے ہیں ۔ (باقی دارد)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء

باز تعجب است باین دلیل بیہودہ مولوی اگر بالمقابل این دلیل اہل ہنود بگویند کہ رسم دسہرہ و ہولی شوکت مذہب اہل ہنود را زیادہ میکنند چہ جواب خواہی گفت۔ القصہ باید کہ این اعتراض مرا جواب معقول دادہ شود تا نزد اہل حق تسلیم کردہ آید و بثبوت رسد کہ در زمانہ خود نبی اللہ و در عہد فیض ... اولیاء ولی اللہ و در زمانہ دیگر آئمہ ہدی این سنت تعزیہ داری معروف استمرار چنانچہ گفتم جاری بود از یحیثیت فی الحال ہم در مومنین مخلصین ہمان سنت رسول و آئمہ مستند اول است و تا این ... بثبوت نرسد سنت موکد بودن گریہ وغیرہ تخمیست و ... نزد اہل علم قابل قبول نیست فتدبر۔

از کتب سیر و تواریخ ثابت میشود کہ معز الدولہ دیلمی در بغداد اولاً بنا ماتم داری نہادہ مجلس علیحدہ قایم کردہ بود ایرانیان از وے تقلید کردند و علمہائے را اول بار ہمان معز الدولہ نہادہ بود۔ در خاندان عباسیہ اداول لباس سیاہ رائج بود در عروج خاندان صفویہ این ہمہ ... تدریجاً ازدیاد پذیرفت حتی اینکہ شبیہ شمر ... و امام حسین در ... ساختند و اکثر اوقات در ایام محرم ... بتقلید ... واقع ... صحیح شنیدم کہ ... عشرہ محرم فی الحال ہم ... مقامات ... دو ... ے قتل ناحق واقع میشد ... بسماع رسیدہ کہ مردم ایران فی الحال ... کردہ معلوم نیست کہ این خبر تا بچہ حد صحیح و قابل اعتبار است۔

خلاصہ اینکہ امیر تیمور در ہندوستان موجد عزاداری بود و از ملا ہای عراق و شام فتوی جواز عزاداری گرفتہ بود و بعد از ان از ... دکن و حیدرآباد ہم پابند طریقہ و رسم عزاداری ایرانیان شدند خاندان قطب شاہ در گولکنڈہ حیدرآباد در عشرہ محرم علمہائے خورد ... نہادند کہ در طول یک گز یا دو گز ... بودند و آن علمہائے را مردمان اطراف زیارت میکردند نذر و نیاز آن علمہائے می آوردند گرہہائے مطالب و حاجات آن علمہائے بستند برائے قضاء حوائج عرایض بآن علمہائے بستند۔ ... دیمین از علمہائے مذکور می خواستند این ابتدا احداث بدعات بود و حالا در اکناف عالم خصوصاً در تمام ہندوستان این بدعات شیوع یافتہ ہزارہا تابوت و تعزیہ و علمہا و گہوارہ ہا مردم ہر صنف می سازند و ہزارہا بلکہ لکوکہا روپیہ در طیاری این تابوتہا بہ تبذیر صرف میشود و تا الیوم روز بروز احداث این بدعات رنگ تازہ دارند و اینقدر ازدیاد پذیرفتہ کہ الامان والحفیظ۔ من خود در شہر کلکتہ با امام بارہ خضر پور کہ فی الحال در تحت ولایت اولاد واجد علی شاہ است رفتہ از ملا حسن کہ مہتمم و منتظم امام بارہ بود و صد روپیہ ماہوار تنخواہ از سرکار داشت و از کربلا و عتبات گشتہ آمدہ بود بعضے حالات دریافت کردم بیچارہ در ان ایام خیلے بیمار بود و ارادہ داشت کہ ملازمت را گذاشتہ ... بعد دریافت اظہار کرد کہ از دو وجہ ارادہ ترک ملازمت دارم اول اینکہ ہزارہا روپیہ در عشرہ محرم و تمامے ایام سال خرج بارہ است و ہمہ اخراجات بدون تصدیق من سرکار بہا در از خزانہ عامرہ برآمد ... کنند چون روپیہ برآمد میشود اولاد واجد علیشاہ یعنی شاہزادگان زیادہ از نصف روپیہ ... صرف عیش ... و ساز و رنگ ... باقی ... ہم ملازمان شاہزادگان بخود غرضان دست دراز ... داریانت فرج ... وبال این ہمہ صرف ... تصدیق من برآمدہ میشود ... بر داشتن تعزیہ ہائے اگر ... دیوقہا ... زنند ... دو سہرہ ہمراہ تابوت ہا ... این کار ... شباہت با اہل ہنود خیلے گناہ دارد و ہیچ فرق ... با اہل ہنود باشد ... اواگیرم از تحیت ... معصیت است ... گوید این طریقہ ... است ... بار شاہ ... شاہ را ... واقعہ ... خود غرض سے کنم ... وسط در شہر کلکتہ امام بارہ حاجی کربلائے واقع است و در روز عید الفطر ۱۹۰۲ء حقیر را نیز دران جا اتفاق نماز افتاد قریب ہزار مردم اہل تشیع از برائے نماز عید حاضر بودند اما خیلے تعجب کرد بجز از نفر امامیہ یک شخص نبود کہ امام نماز شود آخر قریب یک بجہ روز ملا محمود نام شخصے را کہ ہر دو پا مفلوج بود دو نفر بر کرسی نشاندہ آوردند چون از ہر دو پا مفلوج بود و نتوانست کہ بایستد

وا ونشستہ پیش امامی کرد طرفہ اینکہ در فارسی گفت نیت فراواکنید۔ و این سخن او را غالب مردم نفہمیدند تا نماز مفلوج اتمام رسید ہمہ مردم با و مصافحہ مے کردند و بطرف او طاق در رفتند حقیر نا بلا بود تامے ایشان کردم دیدم در او طاق تصویر قلمی بزرگ بر کاغذ بزرگے کشیدہ اند و بر دیوار ثبت است۔ پرسیدم این چہ تصویر است گفتند امام حسین علیہ السلام است و بر اسپ سوار است روے اسپ تصویر حرملہ نقش کردہ اند تیر و کمان در دست دارد۔ و در دست حسین تصویر علی اصغر کشیدہ اند ہر کسے مے آید و بر تصویر حسین و علی اصغر دست مالیدہ بر روے خود میکشد گریہ میکنند و بر تصویر حرملہ تف ہا مے اندازد و دست بر وزدہ تصویر را مخاطب کردہ میگوید اے ملعون این چہ کار کردی۔ اینست طریقہ عبادت و طرز عزاداری مومنین تدبر باید کرد کہ ابتداء از شبیہ ہا ے چہ مراد داشتہ بودند و الحال ہمراہ شان چہ سلوک ذل مے کنند گویا نقل را اصل پنداشتہ در طریق عبادت شامل ساختہ اند۔ آخر اہل اسلام را لازم است کہ فکر کنند و علما را واجب است کہ منع کنند و مولوی صاحب معظم ... فرمایند مقدمہ واجب واجب است مگر این نمے گویند کہ مقدمہ بدعت بدعت است آخر این طریق و طرز عمل کہ منجر بہ بدعت و شرک است چرا بدعت نباشد و ظاہر است کہ در خیر القرون از عمل اہلبیت و صحابہ این سخن ہا ثابت نیست اگر علما از فتوی جائز و ناجائز بنے دارند مردم عامی ہمراہ شبیہہا ... و الدلدل و جھنڈ و علم این کارہا نمے کردند۔ آخر اے مولوی از خدا بترس دیگر کہ توان گو ... لال و علیہ ... مردم مومن بطریق نذر اکل مے کنند لال است خوردن آن (وما ذبح علے النصب) (وما اہل بہ لغیر اللہ) حیف است کہ این طرز عمل را مستحب موکد یا مقدمہ مستحب موکد قرار دہیم و از محدثات تازہ و بدعات جدیدہ انکار کنیم۔

و آنچہ مولوی صاحب در باب محمل رسول و عایشہ در ایام حج اشارہ کردہ تعجب است اگر کسے بد کند باید دیگری ہم بد کند باز حجت کردن باین عمل شان کہ نہ در فرایض و نہ در واجبات و نہ در مستحبات و نہ در ارکان حج داخل است کار اہل عقل نیست شما طرز عمل خود را مستحب موکد قرار میدہید و معلوم نیست کہ ہیچ یکے از اہل علم محمل کشیدن را از ارکان یا سنن حج شمار کنند و آنچہ مولوی صاحب بطریق جملہ معترضہ اشارہ بجنگ جمل کردہ۔ بلے ما میدانیم کہ حضرت صدیقہ بر شتر سوار شدہ کار مردانہ کرد و علی مرتضی علیہ السلام باجماع امت امام زمانش بود و ہم اگر اینہم میدانیم کہ حضرت صدیقہ بنص قرآنی مادر علی مرتضی علیہ السلام بود (و ازواجہ امہاتہم) و حق مادر ما فلان مے دانند۔ الحق کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ چسان رعایت حق مادر خود نگہداشت و حق رسول را چسان محافظت کرد اگر دشمنان صدیقہ از آتش حسد بسوزند چہ عجب مگر آنچہ امیر المومنین علی علیہ السلام با وے سلوک و رعایت کرد اظہر من الشمس است طرز عمل و سلوک علی مرتضی تا قیامت از برائے سیاہ روی دشمنان حضرت صدیقہ کافیست و حاجت بدلیل نارسے ندارد فتفہم۔

این بود جواب الزامی اما جواب تحقیقی اینست کہ از چنین مناقشات طوایف مومنین خداوند عالم در کتاب مجید خویش خود خبر دادہ است از ابتدا آیت تا آخر تلاوت کن۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین الخ (س الحجرات)

اینست آنچہ خداوند عالم در کتاب مجید خویش از مناقشہ مومنین قبل از وقوع آن خبر دادہ است و ہر دو طایفہ را از مومنین شمردہ پس از ہر دو طایفہ باغیہ علی طایفہ عملی و معاوضہ اشارۃ النص واقع است۔

پس اگر عاقل ہستی از برائے تو اشارہ کافی است۔ فتدبر۔

باقی آنچہ مولوی صاحب بر انفسنا و انفسکم در بحث آوردہ این لطایف الحیل از برائے کسے موجب اشتباہ گردد کہ از قرآن و تعلیمش غافل باشد۔ الحمد کسے کہ تدبر فی القرآن و منو العمل دارد باین گنہ مزخرفات و فریش از قدم استقلال نمے شود و در قرآن کریم ہر روز مے خوانیم۔ ولا تخرجوا انفسکم من دیارکم۔ ثم انتم ہٰؤلاء تقتلون انفسکم۔ جعل لکم من انفسکم ازواجا۔ ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب۔ فسلموا علی انفسکم۔ اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ ففہم

(باقی آئندہ)

(مہر دین)

عجب و ریا

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جنہ دارشرک اصغر کے پاس نہ پھٹکنا" لوگوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟" ارشاد ہوا "ریاکاری"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں (۱) حرص جو انسان کو اپنے قابو میں کر لے (۲) ہوس جس کا انسان بندہ بن جائے۔ اور (۳) غرور جو انسان کو اپنے اوپر ہو" حدیث میں آیا ہے کہ عبادت پر غرور کرنے سے یہ اچھا ہے کہ انسان عبادت ہی نہ کرے"۔ بعض علماء کا قول ہے کہ وہ گنہگار جسنے اپنے گناہ کا اقرار ہو اور شرمندہ ہونے والا ہو اس سے اچھا ہے جو اپنی عبادت پر گھمنڈ رکھتا ہو"۔ یہ بھی عشق کا خیال ہے کہ "وہ برائی جو تجھے ہیں داغ لگا دے اوس بھلائی سے اچھی ہے جس پر کسی کو ناز ہو"۔

حسن بصری فرماتے ہیں "جو انسان جلوت میں اپنی مذمت کرے تو خلوت میں گویا اپنی تعریف ہوتی ہے" حکما کہتے ہیں کہ "جس نے اپنے نفس کے عیوب ظاہر کر دئیے اس نے اسے پاک و صاف کر دیا"۔

ثابت بنانی کہتے ہیں "میں ایک مرتبہ داؤد کے پاس گیا۔ تو انہوں نے پوچھا کہاں آئے۔ عرض کیا "آپ کی زیارت کو" بولے "وہ میں ایسا ہوں جس کی زیارت کو کوئی آئے۔ مجھے زاہد پاکر میں سمجھتے ہو؟ خدا کی قسم نہیں۔ عابد ان میں خیال کرتے ہو۔ بخدا نہیں" پھر اپنے نفس کی طرف خطاب کر کے اسے زجر و توبیخ کرنے لگے اور فرمایا "جوانی میں تو بدکار رہا۔ اب بڑھا ہوا تو ریاکار ہو گیا۔ اور خدا کی قسم ریاکار بدکار سے بدتر ہے"۔

دو عابدوں سے باہم ملاقات ہوئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا "خدا کی قسم مجھے تم سے محبت ہے اور خالصۃً لوجہ اللہ محبت ہے"۔ اس نے جواب دیا "لیکن اگر تم میری اندرونی حالت سے واقف ہوتے تو خدا کی قسم میرے دشمن ہو جاتے اور یہ دشمنی بھی خالصۃً لوجہ اللہ ہوتی"۔

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا "تمہاری قوم کا سردار کون ہے؟" کہا "میں خود ہوں" کہا "اگر تم حقیقۃً سردار قوم ہوتے تو اپنی زبان سے نہ کہتے"۔ نماز پڑھی اور بہت اختصار کے ساتھ۔ لوگوں نے کہا "آپ ہی مختصر نماز پڑھتے ہیں" جواب دیا "ہاں اس میں ریا کا بہت کم میل ہے"۔

ریاکاری کی شان ہی عجیب ہوتی ہے۔ ایک شخص نے بہت ٹھہر ٹھہر کے نماز پڑھی کسی نے کہا "آپ نے کیسی اچھی نماز پڑھی ہے!" جواب دیا "اور لطف یہ کہ میں روزے سے بھی ہوں"۔

یہی حال طاہر بن حسین کا بھی ہوا۔ ابوعبداللہ مروزی نے اس سے پوچھا "آپ کو عراق میں آئے کتنا زمانہ ہوا؟" کہا "بیس سال۔ اور تیس برس سے میں بلا ناغہ روزے رکھا کرتا ہوں"۔ ابوعبداللہ نے کہا "میں نے تو ایک ہی بات پوچھی تھی"۔

آپ نے سنا ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ "ایک چیز سے مت پرہیز کرنا"۔ پوچھا کس چیز سے؟ کہا "اس بات سے کہ دل میں تو فسق و فجور ہو مگر لوگوں کو یہ دکھاؤ کہ خدا سے ڈرتے ہو"۔

اور حضرت رسالت مآب بانی امت داعی یا رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں "جو شخص اپنے باطن کو سنوارتا ہے اللہ اس کے ظاہر کو بھی سنوار دیتا ہے"۔ اور یہ بھی ارشادات نبوت میں سے ہے "جو انسان اپنے باطن کو چھپا رکھتا ہے ویسی ہی چادر خدا بھی اوسے اوڑھا دیا کرتا ہے۔ اگر چھپا باطن سچا تو اچھی چادر اور برا ہوا تو بری چادر"۔

حضرت صدیقؓ کی وصیت

سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت مرض موت میں مبتلا تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت فرمائی تھی۔ جو ہر مسلمان کے لئے ذریعہ نجات ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا: "میری وصیت ہے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ کے لئے بعض اعمال رات کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ دن کو نہیں قبول کرتا۔ اور بعض اعمال دن کو کئے جاتے ہیں جنہیں وہ رات کو نہیں قبول کرتا۔ اور جب تک انسان اپنے فرائض کو نہ ادا کرے اس کی نفل عبادتیں نہیں مقبول ہوتیں۔ بلکہ اس کا بھاری ہے جس کا پلہ پیروی حق اور ناگوار ہونے پر بھی حق کے اختیار کرنے کے باعث قیامت کے دن بھاری ہو۔ اور پلہ اس کا ہلکا ہے جس کا پلہ قیامت کے دن اس سبب سے کہ وہ دنیا میں جھوٹ کے پیچھے گیا ہلکا ہو۔ اللہ جل شانہ نے اہل جنت کے تذکرے میں ان کے اچھے اعمال بتائے ہیں اور ان کے برے کاموں سے درگذر کی ہے۔ میں نے جو اون کا حال سنا تو دل میں ڈرا کہ "ان لوگوں میں میرا شمار نہ ہوگا"۔ اور دوزخیوں کے تذکرہ میں اللہ جل شانہ نے اون کے بدترین اعمال بتائے ہیں اور اون کی نیکیوں سے سکوت کیا ہے۔ جب میں نے اون کا حال سنا تو دل میں کہا کہ "ان سے تو میں اچھا ہوں"۔ خداوند تعالیٰ نے آیۂ رحمت کے ساتھ آیۂ عذاب بیان کی ہے۔ تاکہ بندہ کے دل میں شوق بھی پیدا ہو اور اس سے ڈرتا بھی رہے اور سوا اوس چیز کے جس کا مستحق ہو اور کسی چیز کی اوس سے تمنا نہ کرے۔ میری اس وصیت کو اگر تم نے یاد رکھا تو کوئی غایب چیز تمہیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی۔ جو آنے ہی کی۔ اور اگر یہ وصیت بھلا دی تو کوئی غایب چیز تمہاری نظر میں موت سے زیادہ ناگوار نہ ہوگی اور تم اوسے روک نہ سکو گے"۔

(العرفان)

دشمنیں پھوٹ

نمبر ۴

مولوی ثناء اللہ صاحب کے رفقائی باعلیٰ کا جشن

ابوالوفا کی بیوفائی

برعکس نہند نام زنگی کافور

ناظرین! انوان دین!! مضمون "نصیحت نامہ" کو پڑھ کر آپ صاحبوں کو میری نیک نیتی اور تحق عزیز امرتسری کی خیر خواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیر خواہی کے مقابلہ میں اس بیوفا نے جو بیوفائی ظاہر کی اس کا اس نے جوابات اربعین میں رسالہ الکلام المبین شایع کیا تو اس میں متعدد جگہ اربعین کو لکھوا کر اس اشاعت اربعین میں عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان کو حصہ ملا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۷ سے مضمون اہل حدیث میں نا اتفاق نقل کیا اور اس کی عبارت کے ضمن میں بریکٹ (خط وحدانی) لگا کر انہیں کمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا اور بہت شوخ ہو کر کہیں نا سوخت ... یہ مضمون پر عمل کر کے دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے صفحہ میں صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار) اشاعت اس تحریر پر راضی نہ تھے۔ لگایا ہے تحریر کی مرضی کے مخالف معاہدہ چھاپا گئی ہے جسکا ان کو سخت رنج ہے۔ اور صفحہ میں کہا ہے جو تھے بزرگ اس تحریک (باہمی صفائی اور مخالفت اشاعت اربعین) کے محرک مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شایع ہو۔ پھر اسکی بابت میں میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور پھر کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی کرم الدین صاحب جہلمی اور مولوی نور محمد صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ میں اربعین کو شایع نہ ہونے دوں گا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولوی صاحب کا دلی منشا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصالح قوم کی نہ سنی۔ اور (صفحہ) میں کہا ہے کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے کہا میرے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کے چھپنے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری نہ سنی۔ ایک جگہ اس رسالہ میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے یہ بندوق (تحریر مندرجہ اربعین) ڈرانے کے واسطے بھری تھی کسی نے چلا دی میں نے نہیں چلائی"۔ پھر ان اعترافات کے ساتھ صفحہ میں صرف یہ لکھ کر کہ چونکہ یہ تحریر شایع شدہ ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنا لیا۔ اور بہت بری طرح مجھ سے خطاب کیا۔ میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل عیان اہلحدیث خصوصاً مولوی محمد عبداللہ صاحب آروی، مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی، مولوی شمس الحق صاحب ڈیانوی، مولوی ابویحییٰ صاحب شاہجہانپوری کی خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیر خواہی کا (جو آجتک اس عزیز سے عمل کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و عایق جان کر باوجود غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیوں کی جسکی غیر نے اشاعت کر دی تو اس کا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دبکانے کو اور اس سے توافق یا ہدایت چھوڑنے اور اتباع ... کرانے کو ... کہ وارد نے ... دفع ... آجتک اسکی خیرخواہی دل جوئی و نرمی بھی عمل میں آتی رہی۔ ع چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہد۔ اس پر اگر عزیز شوخ یہ سوال کرے کہ نیشہ زرانے اور دبکانے کیلئے جو تم نے کہا ہے حق اور دل سے کہا ہے یا ناحق کہا کہ ڈرایا

اور دہمکایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ الحق و الحق اقول و علی الحق التکلمت وبہ اصول۔ مین نے جو کچہہ اپنی تحریر مین بتایا وہ بقول مولوی کرم الدین صاحب جہلمی تصنیفہ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہین ہے۔ بلکہ سراسر حق لایق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کرم الدین صاحب کو تم منصف مان لو یا بنے رسالہ الکلام المبین مصدقین محدثین بنگال و ترہت و روہیلکہنڈ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پہر اگر میرے تحریری یا تقریری بیان و دلایل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچہہ مینے اس تحریر مین کہا ہے وہ لایق حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہارا لوہا مان لونگا اور استاذ ہو کر شاگردی کا اقبال کرونگا تمہارے جیسے مخور کیا اس سے بڑہکر کونسی دولت ملسکتی ہے۔ اس پر اگر وہ شوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور ترہت و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کر دیا اور مجہے تحریرون مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنیکو غلط اور بالکل غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہو چکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کریگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنیوالون مین بعضے حضرات تو ایسے ہین جن کو یہ خاکسار ہیچکارہ عالم محدث نہین مانتا اور انکے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے۔ ؎ صائب دو چیز میشکند قدر شعر را تعریف ناشناس و سکوت قدرشناس۔ لہذا انکی تقریظات کو بیٹے ان کے نام ہی دیکہکر کان لم یکن سمجہا اور سرسری نظر سے بہی انکو نہ دیکہا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہلحدیث ہین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکہکر صرف حسن ظنی سے نہ تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچہہ لکہدیا اور ؎ تو مرا حاجی بگو من ترا ۔۔۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کی اعتراضات و تعقبات کو دیکہا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی ان کی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آ چکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاصکر فرقہ اہلحدیث بے علمون کو دہوکا دیا ہے کہ انکی تقریظات منسوخہ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کر دیا اور یہ جتایا کہ اتبک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے

اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکہنے کے بعد تم کو فرقہ اہلحدیث سے خارج کرنے اور تحریرون مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یکطرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تہامش قاضی رودی راضی آئی کا مصداق بنایا ان کو لازم تہا کہ مجہہ سے میرے فتوی کی تعلیل و دلایل پوچہتے نہ یہ کہ گہر مین بیٹہے مجہہ پر یہ حکم لگاتے کہ جو کچہہ مینے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔ فتوی مین دلایل پورے نہین لکہے جاتے خصوصاً اس فتوے مین جسکی اشاعت مفتی کو منظور نہ ہو اور وہ باعتراف صرف تمہارے دکہلانے اور ڈرانے کیلئے لکہا گیا ہو۔ معہذا ان حضرات عالیشان نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم و سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑہا۔ آیندہ وہ ان دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑہین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان تینون فصول کے متعلق ان کے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤنگا غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالی وہ ایک منٹ مین میرے ہمصفیر ہو جاینگے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہلحدیث ہونیکا دل و جان سے اقرار کرینگے۔ وہ مجہہ سے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچہی طرح واقفیت اور دوستی رکہتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جاینگے۔ اور ان ابیات

من تو شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

جذبہ وصل بحدیست میان من و تو
کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو

توهم و ا شيئا بليس مزاره
نهم يسعى بيننا بالتباعد
فعانقته حتى اتحدنا تعانقا
فلما اتى ما راى غير واحد

کے مصداق ہو جاینگے۔ مین ابہی اپنی تحریر مذکور کے دلایل بتا اور تمہارے حامیون اور پبلک اہلحدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہلحدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا باطل مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین امید رکہتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید و کارے بکند کوئی مصلح قوم خصوصاً محدثین مصدقین الکلام المبین سے تم کو پرایویٹ فیصلہ کی طرف بلا دے اور تم سے تمہاری تندی و شوخی جو جوانی کے لوازم ہے۔ کا ئیں ؎ گر سبوح زنم بر سنگ گہ بنائے غم تم ساقیا مرنج از من عالم جوانی است + اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور نے بہی جماعت اہلحدیث سے تمہارا اتحاد قایم رکہنے کے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور مین ہون اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہے اور تمہاری تحریرات ہین اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکی لتہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اس کے مقابلہ مین عہدہ برآ ہوا اور اور کون اس کا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اس نے اپنے جواب سے ساکت نہین کرا دیا۔ تم تو ابہی بچے ہو اور کے آمدی و کے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دو سیدا نون مین تمہاری چوکڑی بہلا دیگا اور تمہاری انشاء پردازی اور شعربازی چہوڑا دیگا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ کو اپنا مد مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ ایک مسلم روزگار استاذ کا یہ شعر سناؤ ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آیندہ اختیار۔ ما علینا الا البلاغ

راقم ابوسعید محمد حسین

ابہی کوئی کسر باقی ہے؟

ہمارے قدیمی عیسائی دوست جنکو مرزا صاحب نے بالخصوص سید ہا کر چہوڑا ہے۔ اور ان کو ایک کثیر عرصہ کیلئے جواب دینے کیلئے زیر بار کر رکہا ہے کبہی نہ کبہی ادہر ادہر سے فضول اعتراض اہل اسلام پر ایک آدہ کر ہی چہوڑتے ہین۔ یہ ایک دوسری بات ہے کہ ان کے پیش کردہ اعتراضات خواہ سراسر ہی غلط ہون۔

حال مین صدائے بشیر جسکو تعصب نے بری طرح تنگ کیا ہے۔ خود ہی ایک بات کو غیر مسلم مان کر اعتراض کرنے کے بغیر نہین رہ سکا۔ لکہتا ہے۔ کہ "محمدیون کے غوث اعظم محی الدین کے فارسی دیوان کی ہر غزل پر لکہا ہے۔ کہ اتنے بار پڑہنے سے فلان حاجت رفع ہوتی ہے۔ فلان غزل دن مین سو مرتبہ پڑہنے سے گناہون سے خلاصی ہوتی ہے۔ الخ۔ پہر آگے چل کر خود ہی رقمطراز ہے۔ کہ

"مگر اس کا ذکر نہ قرآن مین نہ حدیث مین تذکرہ"
"یہ تو صرف تمنائین ہین"

جب آپ کو معلوم تہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم مین نہین ہے تو پہر آپ نے ایک بات کو خود ہی غیر مسلم مان کر پیش کرنے کی تکلیف کیون گوارا کی معلوم ہو گیا کہ آپ کے اندر تعصب کا جوش جو داخل ہو گیا تہا۔ وہ آخر کسیطرح تو نکلنا ہی تہا۔ پہر یہ فرمایئے کہ حضرت پیر صاحب کا کونسا دیوان ہے جسکی فارسی غزلون پر یہ لکہا ہے۔ انکی تو زبان ہی عربی تہی یہ آپ کا سفید جہوٹ تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔

مگر در اصل یہ بات ہے۔ کہ تم لوگ کبہی اپنی قلعی کہلوائے بغیر بہی نہین رہ سکتے۔

لیجیئے سنئے۔ آپ کے یسوع کی پیدایش متی باب (۱) ۱۸۔۱۹۔ یوسف کی "پیدایش یون ہوئی۔ کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی ان کے اکٹہے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا۔ اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے" کیا خوب۔

کہیئے آپکے یسوع کی پیدایش کسطرح سے ہوئی روح القدس بغیر مجامعت کے ہی داخل ہو گیا تہا۔

(معاذ اللہ) ذرا اسکی تفسیر کر دیجئے۔ اپنے تو اریون نے بہی بڑہکر قدم مارا۔ وہ تو پہلا بوگ کے قایل مین مگر یہان معاملہ ہی دگرگون ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ کہتے ہین۔ کہ شوہر اس کا راستباز تہا۔ الخ مہربان کیسی راست بازی۔ اگر اسی کا نام راست بازی ہے تو بس ؎

گر ہمین مکتب است این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

ہم نہین سمجہتے کہ یہ کیا فلاسفی ہے۔ کہ بیوی حاملہ ہو آئے اور وہ تشہیر نہ کرنیکے باعث راست باز کے نام سے نامزد کیا جائے۔

ذرا اسکی تشریح کر دیجئے۔ کہ روح القدس سے کیا مراد ہے۔ خدا کو روح القدس کہا جاتا ہے یا کسی اور کو۔ اگر خدا تہا۔ تو رحم کے اندر حیض کا خون کسطرح کہا تا رہا (معاذ اللہ) وہ تو کہانے پینے سے مبرا ہے افسوس ہے کہ اس روز روشن اور مہذب زمانہ مین تم نہین سمجہہ سکتے۔ کہ ایک عورت جو شادی سے پہلے دوشیزگی کے ایام مین حاملہ ہو جائے۔ کیا اسمین روح القدس آگیا ہرگز نہین۔ ہم نہین جانتے۔ کہ تمہاری عقل پر یہ کیا پردہ پڑ گیا ہے۔ اور تم اس بات پر کیون غور نہین کرتے۔ اگر آپ نے روح القدس کے متعلق کچہہ ارقام فرمایا تو ہم آپکو سمجہا دینگے کہ جس حضرت عیسی کو تم یسوع کے نام سے پکارتے ہو۔ وہ اور تہے۔ اور یسوع اور ہے مزید برآن تم ایسے یسوع کی نسبت شفاعت کا بہروسہ رکہتے ہو۔ جو خود اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور سولی دیا

الوصیت اور پیسہ اخبار

بترسید از خدائے بےنیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **الوصیت** نام اشتہار دفتر پیسہ اخبار میں بھی بھیجدیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ وہ اسے شائع کردے تاکہ کسی سعادتمند کو فائدہ پہونچے۔

پیسہ اخبار (جسکی عادت اور سرشت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نیش زنی کرنا ہے اور ہر بھلی بات جو اس سلسلہ کی طرف سے کہی جاوے اسکو برے پیرایہ اور استہزا میں اڑانے کی کوشش کرنا اس کا مقصد ہوتا ہے) اس وصیت کو درج کرنیکے تو رہا الٹا اسپر اعتراض کرتا ہے؟ میں اسکے اعتراض کی حقیقت خدا تعالےٰ کے فضل اور تائید سے کہول کر دکہاتا ہوں کہ یہہ کس قسم کے **مسلمان ہیں**؟ ان کو دعویٰ تو مسلمانوں کی بہی خواہی اور لیڈری کا ہے مگر یہہ شعار اسلام اور سنن اللہ سے محض ناواقف ہیں۔ میں پہلے اس کا اعتراض اسی کے لفظوں میں درج کرتا ہوں اور پھر اسپر ریمارک کرونگا۔

طاعون کی ترقی طاعون کی اموات میں جو عارضی کمی ہوئی تہی اب پھر وہ ترقی سے بدل گئی ہے ......

مرزا صاحب قادیانی نے پھر اپنا معمولی طاعونی اشتہار جاری کیا ہے کیا وہ اس امر پر بھی کچھہ روشنی ڈال سکتے ہیں؟ کہ اگر طاعون محض ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے تو خاص خاص موسموں میں کیوں زیادہ ترقی اور تنزل کرتی ہے۔ کیا جنوری دسمبر اور جون جولائی میں جبکہ جاڑے یا گرمی کی شدت ہوتی ہے انسان گناہ کم کیا کرتے ہیں اور معتدل موسم میں گناہگاری بڑھ جاتی ہے یا غریب اور مفلس لوگ دولتمندوں کی نسبت گناہ زیادہ کیا کرتے ہیں کیونکہ اس وبا سے زیادہ غریب لوگ مرتے ہیں"

یہہ ریمارک ہے جو استہزا کے رنگ میں ایڈیٹر پیسہ اخبار نے کیا ہے۔

میں اسپر کچھہ لکھنے سے پہلے پیسہ اخبار کے نائب ایڈیٹر صاحب کو دیکھنے کی صلاح دیتا ہوں اور اسی پیسہ اخبار کے کچھہ اقتباس دکہاتا ہوں۔ شاید انہیں اپنے سوال کا کچھہ جواب نظر آوے اسکے بعد اسپر ایک اور پہلو سے نظر کرونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

روزانہ پیسہ اخبار ۳۰ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ کالم ۵ میں عبد الرحیم پنشنر منگلور کا مراسلہ بغیر کسی مخالفت کے شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔

(۱) "مرض طاعون کے علاج میں طبیب اور ڈاکٹر مجبور ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کردیا یہہ بلا دفع نہوئی۔ **وبائی مرض قہر خدا ہوتا ہے اور اسی کے رحم سے دور ہوسکتا ہے** اب مخلوق کو اپنے مالک حقیقی سے رجوع لانا چاہئے"

(۲) روزانہ پیسہ ۸ جون ۱۹۰۴ء **طاعون** اور موسم۔ طاعون کی سب سے بڑی پیچیدگی یہہ ہے کہ اس کے متعلق جو پیشگوئی آج بڑے وثوق سے پیش کیجاتی ہے کل تجربہ اسکو غلط ثابت کردیتا ہے اتبک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ طاعون گرمی میں معدوم ہوجاتی ہے اور اپریل کے آغاز میں یا زیادہ سے زیادہ مئی کے خاتمہ تک اسکا بھی خاتمہ ہوتا جاتا ہے سات سالہ تجربہ اس خیال کی تصدیق کے لئے کافی تھا لیکن اب کے اس خیال کی سچائی بھی مشتبہ ہوگئی ہے"

افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی دیکھا دیکھی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان بھی نوع انسان کی دشمن طاعون کی خوف سے لاپروا ہوگئے ہیں اور آجتک کسی شخص نے اس اہم سوال پر بحث نہیں کی کہ طاعون خصوصیت سے پنجاب میں کیوں نشو ونما پاتی ہے حالانکہ یہاں کی آب و ہوا کسی اور صوبہ سے بری نہیں اور نہ کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ اسکے باشندے کسی اور صوبہ کے باشندوں سے کم صفائی پسند ہیں"

سردست اسیقدر اقتباس کافی ہے پیسہ اخبار اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا اور اس میں خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ موجود ہے اپنی ان تحریروں کو پڑھے تو اسے جواب نظر آجائیگا۔

جس حال میں وہ پنجاب کی آب و ہوا کو دوسرے صوبوں کی نسبت بری اور یہاں کے باشندوں کو کم صفائی پسند نہیں سمجھتا پھر پنجاب میں طاعون کا زیادہ زور اور شدید ہونا بتاتا ہے کہ کوئی اور سبب ہے۔

پیسہ اخبار کو **الوصیت** کا اشتہار پڑھ کر ڈرجانا چاہیئے تھا اور اپنے ناظرین کو ان ہدایتوں کی پابندی کی طرف توجہ دلانی چاہیئے تہی جو اسمیں مندرج ہیں مگر افسوس کہ وہ مفید اور قابل تسلیم ہدایتوں کو چھوڑ کر اعتراض ہی کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں پیسہ اخبار کو اختیار تھا کہ وہ یہ ظاہر کرتا کہ طاعون کے متعلق کوئی پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے نہیں کی یا وہ پوری نہیں ہوئی۔ بشرطیکہ ایسا ہوتا

پیسہ اخبار جب اپنے ریمارک مندرجہ ۸ جون ۱۹۰۴ء کی کوئی وجہ ظاہر کردیگا تو انشاء اللہ العزیز اسے اسکے اس اعتراض کا جو الوصیت پر اسنے کیا ہے کافی جواب دینے کی کوشش کرونگا۔

تاہم اسقدر اب بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ طاعون شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور ہر ایک عذاب الٰہی شامت اعمال ہی سے پیدا ہوتا ہے لیکن اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ **اسباب عادیہ** سے وابستہ ہوتا ہے اور یہ اور بھی دلیل اس قہر الٰہی کی عظمت کی ہوتی ہے۔ میں اس مضمون پر انشاء اللہ جدا گانہ لکھونگا۔

پیسہ اخبار انبیاء علیہم السلام کی لائف اور سیرۃ پر اگر غور کرلیتا تو شاید اس قسم کا بیہودہ اعتراض نکرتا۔ سنت اللہ اسطرح پر واقع ہے کہ عذاب الٰہی پہلے چھوٹے اور ادنےٰ درجہ کی مخلوق سے شروع ہوتا ہے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دوسرے لوگ عبرت اختیار کریں۔ دیکھو طاعون ہی ہے اسکی ابتدا حشرات الارض یعنی زمین کے کیڑوں سے ہوتی ہے پہلے وہ مرتے ہیں پھر ترقی کرکے انسانوں میں آتی کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ طبقہ انسان میں جو لوگ حشرات الارض کے درجہ میں ہیں اول طاعون انہیں پر ہی پڑنی چاہیئے یعنی اول عام اور ادنےٰ درجہ کے لوگ اسکا شکار ہوں۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کرکے بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے۔

دیکھو جب کہیں آگ لگتی ہے تو کیا پہلے بڑے بڑے شہتیر جلتے ہیں یا خس وخاشاک اور چھوٹی چھوٹی لکڑیاں۔ پس یہ ایک سنت اللہ ہے جس سے پیسہ اخبار ناواقف ہے۔

اور باوجود ناواقفی کے بیباکی سے اعتراض کرتا ہے۔ افسوس یہ وقت تھا کہ لوگ استہزا اور انکار سے باز آجاتے اور خدا تعالےٰ کے ساتھہ صلح کرنے والے ٹھہرتے مگر تعجب ہے کہ باوجود اسقدر غضب الٰہی کو بھڑکتے ہوئے دیکھہ کر بھی بیباکی کم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے اور انکو سمجھائے۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۴ فروری ۱۹۰۵ء

مولوی محمد فضل چنگوی قادیان ۔ ۳ روپیہ چندہ مدرسہ۔
میاں احمد الدین چک سکندر تحصیل کہاریاں ۔ للعہ قربانی فنڈ۔
منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکہواں ۔ عاطہ دنیشن
منشی نادر خان صاحب انسپکٹر پولیس مغربی افریقہ ۔ ہے مدرسہ
جماعت احمدیہ دریام کملانہ جہنگ معرفت میاں نور احمد صاحب ۔ عصہ ۔ مدرسہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب۔
صمہ مدرسہ عید وکہال۔
منشی مہر الدین صاحب گرداور نہر با نزد ضلع ملتان ملتان ۔ عما مدرسہ
ایضاً " " عصہ یتیم فنڈ۔
منشی نواب الدین صاحب کلرک مس کورٹ پلٹن ۲۴ ڈیرہ غازیخان ۔ عہہ قربانی فنڈ
مرزا حاکم بیگ صاحب جلال پور جٹاں ضلع گجرات عہ

۲۵ فروری ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گہیب ۔ عہ شفاخانہ۔
میاں برکت علی برادر ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم عصہ قربانی فنڈ
ڈاکٹر غلام غوث صاحب وٹرنری اسسٹنٹ گجرانوالہ عہ شفاخانہ

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور شفاخانہ للعہ
حکیم محمد اکرم سامانہ پٹیالہ جماعت (سامانہ) عہ ۵ روپیہ
ایضاً " عصہ قربانی فنڈ۔
حکیم محمد الدین صاحب گجرانوالہ ۔ عما شفاخانہ ۔ قربانی کہال
حافظ نور محمد صاحب جماعت (فیض اللہ چک) عہ کہال
میر محمد رشید صاحب قادیان چندہ فروری و مارچ ۱۹۰۵ء
محمد عبد اللہ خان ماچھی واڑہ ضلع لدہیانہ ۔ عصہ چندہ مدرسہ
حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مرار ڈاکخانہ دیال پور ضلع جالندہر ۔ عما اعانت
ایضاً عما قربانی
مولوی فیض الدین صاحب ومیاں غلام رسول صاحب خوشاب ضلع شاہ پور ۔ ہے
جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب کلرک عہ
جماعت چنیوٹ معرفت میاں عطا محمد عید فنڈ وغیرہ
میاں نور احمد صاحب احمدی اکولہ چندہ مدرسہ
سید تاج شاہ ومقبول شاہ موضع ڈھل کسا ضلع گجرات ہے ، مدرسہ۔
میاں رحمت اللہ احمدی موضع بنگہ للعہ مدرسہ عما ، مساکین ہے۔
میاں عبد اللہ خان نمبردار بہلولپور ضلع لائلپور عصہ عید فنڈ
جماعت امرتسر معرفت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب عہ عید فنڈ
حکیم ابو عبد الغنی صاحب صالح محمد سیال سکنہ سیلو لپور (عصہ مدرسہ عصہ عید)

۲۸ فروری ۱۹۰۵ء

جماعت سیالکوٹ معرفت میر حامد شاہ صاحب قربانی کہال وغیرہ امانت ۱۳
مرزا ظہور علی صاحب شاہجہانپور (قیمت کتب) مدرسہ امداد

یکم مارچ ۱۹۰۵ء

ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب وٹرنری اسسٹنٹ افریقہ عہ شفاخانہ

عبد العلی قربانی مدرسہ



اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر طلسمی و حکمی مصفیات خون اور مقویات بدن کا مجموعہ ایک بکس چار جوہر کے چارون

شیشی کی دوائین بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام جلدی اور خونی بیماریونکو جڑ سے دفع کرتی اور سر سے پیر تک ہر طرح کی طاقت بخشتی ہین چار جوہر یا دوا کا ست اور جوہر فی شیشی ۶ خوراک یا ۲۴ خوراک جو ۲۴ روز کے استعمال مین مرد اور عورت لڑکے اور بوڑہے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہتسرہ وغیرہ۔ چار جوہر اپنے استعمال کنندہ کو ہیضہ، طاعون، ملیریا، بخار و پیچش و اسہال سے ہمیشہ محفوظ رکھتا ہے۔ آتشک سوزاک گٹھیہ خارشت و داد، انگوٹ پھوڑا پھنسی، سفید داغ، جذام، کوڑھ، ناسور، گھر مالا، بواسیر، نواسیر، گنج، سوکھنڈی وغیرہ کے فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ۲۴ خوراک کی چارون شیشیان ایک ٹین کے بکس مین مقفل کرکے معہ نسخہ طریق استعمال کے خریدارونکو دیجاتی ہین قیمت فی بکس ایک روپیہ پیکنگ و محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات ۔ متعدد جڑی بوٹیون اور تازہ پھلون کے رس اور جوہر سے کیمیاوی طور پر ترکیب دیکر بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ نمک تیار کیا گیا ہے۔ اول درجہ کا مقوی معدہ و ہاضم غذا و دافع قبض و ریاح و رنج ہوکر بھوک پیدا کرنیوالا اور خون صالح پیدا کرکے از سر نو طاقت بخشنے والا اور کیفیت ہی دنون کا ایسا کمال اور بخار یا درم جگر کو بہت جلد دفع کرکے صحت و تندرستی کا ہمیشہ قایم رکھنے والا مرد اور عورت دونون مین توالد اور تناسل کا مادہ پیدا کرنیوالا ہے ...

... درد سر، کھانسی، ضعف دماغ، ضعف بصارت، درد گردہ، درد قولنج، درد کمر، وجع مفاصل یعنی گٹھیہ و بادگولہ وغیرہ کو کلی فایدہ بخشتا ہے۔ بچون کے دانت نکلنے کی حالت مین نہایت ہی مفید ہے دل اور دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہے ...

طاقت پیدا کرنے کی عمدہ دوا یعنی معجون التقویت ۔ یہ دوا سے ... انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے اور دل اور دماغ اور گردہ ...

کشمیری اکسیر دوائی یعنی روغن او جاع ...

آنکھون کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری ۔ اصلی ممیرا اور ایک سو سفید و مقوی بصارت ادویات و مخلوط جواہرات سے ... تیار کیا جاتا ہے ...

دانتون کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبو دار منجن ۔ دانت اور آنکھ نہین تو دونو سے زندگی کا مزا ہے ...

... قیمت فی شیشی ... ۹ ازین آتشک سوزاک جریان ... خارشت ... سفید داغ ... کی دوا ... اور اگر ریلوے اسٹیشن قریب ہو تو اسکو بھی لکھئے

ہمارا پتہ یہ ہے شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم سینڈیکل ہال سقیمکنج شہر بنارس۔ نوٹ بلو سند رجہ بالا دواؤن کی فروخت کیلئے ہر جگہ ایجنٹون کی ضرورت ہے

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم سے ہے۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے۔ بلحاظ قدامت سے شہرت دیکھی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات ... تیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شایقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین

راقم محمد عبداللہ سعداللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی سے بچانے کے واسطے صرف ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے (سونے چاندی کی گولیان) ... خون میں ... اور جوان اور بوڑھون کیلئے سفید ... اکسیر ... قیمت جوب کا بکس عہ (کل مراد) یہ ایک نہایت نفیس عمدہ قسم کی ... معجون ... مقویات ادویات و میوہ جات ... اور مقوی دل و دماغ و معدہ و جگر ... اعضا کو تقویت دیکر خون صالح پیدا کرتی ہے ... قیمت ... ایک عدد بکس کلان جو ایک آدمی کو کافی ہے۔ عہ

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک نظر ادہر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔

ناگ تیل یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے۔ نزلہ آنکھون درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ... محصولڈاک ذمہ خریدار

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔